نرگسیت (Narcissism)

تحریر: فقیر ابو خنساء الحنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضاء

آج بعد نماز فجر جناب علامہ سلمان ندوی صاحب کا یہ کھلا خط بذریعہ وہاٹساپ موصول ہوا جس میں مفتی زید صاحب مظاہری دامت فیوضھم کی ایک تحریر پر رد کیا گیا ہے. اولاً تو میں یہ طے نہیں کر سکا کہ سلمان ندوی صاحب "رفع" نزاع باہمی سے نزاع باہمی کو اٹھانا مراد لیتے ہیں یا نزاع باہمی کو ختم کرنا؟ اس لیے کہ ان دنوں موصوف کی فارغ البالی اور مخصوص نوعیت کا جذبۂ خدمت دین دیکھ کر رفع نزاع باہمی خود بھی سہما ہوا سا الگ رہا ہے۔ مولانا موصوف کی تحریر و تقریر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے حادثاتی طور پر کچھ زیادہ کتابیں پڑھ لیں جو کہ ان سے سنبھل نہیں پا رہی ہیں اور اب مولانا موصوف "اپنا" صغریٰ کبریٰ جوڑ کر اپنا خود کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ انہیں ایجابِ صغریٰ اور کلیہ کبریٰ سے کوئی سروکار نہیں۔ ان

کی سوچ اس دریا کی سی ہے جسے اس کا قطعی علم نہ ہو کہ کرۂ ارضی کا ایک ٹکڑا پیاسا ہے اور دوسرا اس کی تری سے بے زار۔ فکری اعتدال نے موصوف کا ازل سے کچھ نہ بگاڑا۔ ان کی فکر ایک مخصوص سمت پر چلتی ہے اور وہ اسے حرف آخر منوانا چاہتے ہیں۔

موصوف کی اس سیمابی طبیعت کو دیکھ بر ملا یہ شعر زبان زد ہوتا ہے:

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

حضور والا!!! جب ظرف نہیں تو پینا کیوں؟؟؟

اُدھر اہل دیوبند...

سب جام بکف بیٹھے ہی رہے
ہم پی بھی گئے چھلکا بھی گئے

کے مصداق لگتے ہیں۔

بہر کیف... گذشتہ تحریرات و تقاریر اور ۲/مارچ ۲۰۱۹ کی اس حالیہ تحریر میں بھی موصوف نے صرف اس طبقے کو قوت بخشی ہے جنہیں یا تو علم اور مطالعے سے اللہ واسطے کا بیر ہے، یا جنہیں علم کی جھوٹی کہانی سنا کر عربی انگریزی کے کچھ

تراجم رٹوائے گئے اور اپنے مدرسے کی چہار دیواری کے تاریک کمروں میں بیٹھ کر چند امور کا نام "وسعت"، چند کا "تنگ نظری" اور چند کا نام "اعتدال" رکھ لیا اور اسے تھوپنے پر تشدد کرنے لگے اور انہیں بھی اس کی تنفیذ پر لگا دیا۔

علامہ موصوف ایک طرف کہتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند مرحوم ہو چکا اور اس کی قبر پر فاتحہ خوانی کی تشکیل بھی کرتے ہیں اور حالیہ دارالعلوم دیوبند کو نقلی اور مردہ قرار دیتے ہیں۔جب کہ مولانا موصوف ۲۰۱۱ میں امام حرم عبدالرحمن السدیس کی آمد پر دارالعلوم دیوبند حاضر ہو کر اسی نقلی اور مردہ دارالعلوم دیوبند میں خطاب فرماتے ہیں اور مولانا ارشد مدنی صاحب کو امیر المسلمین فی الہند کے لقب سے نوازتے ہیں۔

مولانا!!! ذرا مزاج میں توقف پیدا فرمائیں۔ عالیہ ثالثہ کے طالب علم کی طرح کب تک گفتگو کریں گے ؟؟؟ یہ کوئی کمپیوٹر گیم نہیں ہے جہاں جیسے من چاہا کھیل لیا۔

آپ طے کیجیے کہ :

- وہ قول و عمل کیا تھا؟اور یہ کیا ہے ؟؟؟
- کیا اُس وقت تک دارالعلوم دیوبند کی روح پوری طرح پرواز نہیں کر پائی تھی ؟؟؟

- کیا اُس وقت تک اس دار العلوم دیوبند کے نقلی ہونے کا کچھ پروسیس رہ گیا تھا؟؟؟
- کذب و تقیہ اس وقت کر رہے تھے یا اب کر رہے ہیں؟؟؟

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح کی وفات ۱۹۵۷ میں ہوئی۔ اپنی تحریر میں 'اشارۃ' علامہ موصوف نے حضرت مدنیؒ کی موجودگی تک دار العلوم دیوبند کو اصلی اور زندہ گردانا ہے اور اس دیوبند کو لائق اقتدا مانا ہے۔

اب چند سوالات پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ موصوف نے لکھا کہ ۱۸۹۴ سے ۱۹۲۷ تک ملک بھر میں ندوۃ العلماء کے اجتماعات ہوتے رہے۔ جس میں اہل علی گڑھ، اہل حدیث، صوفیاء نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا۔ آگے لکھتے ہیں "بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑ گئی"۔ مولانا موصوف یہ واضح کریں کہ اس وقت 'اصلی دیوبند' کے مسلک سے علیحدگی کر کے آپ کا ندوۃ صحیح تھا یا غلط؟؟؟ جب اصلی اور زندہ دار العلوم ہی سے ندوۃ جڑنے کو راضی نہیں ہوا اور اس وقت ہی اصلی دار العلوم سے وحشت رہی تو آج کے 'نقلی اور مردہ دار العلوم' سے توحش کیوں کر قابل ذکر امر ہوا؟؟؟

ثانیاً یہ کہ اس وقت کے اصلی دارالعلوم دیوبند کا بقول آپ کے، ندوے کا بائیکاٹ کرنا صحیح تھا یا غلط؟؟؟

مولانا!!! معلوم ہوا کہ آپ کے گوناگوں اجتہادات آپ کے معدے کی پرت پر کچھ اس طرح پر اثر انداز ہوئے ہیں کہ آپ کو 'اصلی دیوبند' تو حلق سے نہ اتر سکا اور 'نقلی دیوبند' کو بھی کچھ نگلتے اگلتے موصوف نے بالآخر اگل ہی دیا۔ اب علامہ نے کلہاڑا تھام لیا ہے کہ شروعات نقلی کے نام پر کی جائے، پھر آگے کارواں بنتا گیا تو اصلی کو بھی اکھاڑنے سعی ہو گی۔ ۲/ مارچ ۲۰۱۹ کی یہ تحریر اس پیش قدمی کی عکاس ہے اور اب مولانا موصوف نقلی سے اصلی کی طرف رواں دواں ہیں۔

۲۔ اصلی دیوبند فقہ حنفی پر قائم تھا اور اب بھی ہے۔ لیکن سلمان صاحب کے ندوۃ کی بنیاد حنفی و شافعی دونوں پر ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ نہ جانے کس آسیبی اثر کا شکار ہوئے کہ ندوے سے خارج کر دیے گئے۔

۳۔ 'اصلی دیوبند' خالص 'ماتریدیہ اور اشاعرہ کے مسلک پر ہے اور عقائد سلفیت سے کلیۃً بیزار ہے (حضرت امام نانوتویؒ، حضرت رشید احمد گنگوہیؒ، امام انور شاہ الکشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ وغیرہ وغیرہ اساطین کی تحریرات اس پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں)۔ لیکن سلمان ندوی صاحب کا ندوہ اس 'اصلی دارالعلوم دیوبند' کے مسلک کے خلاف 'سلفی' بھی ہے۔

(نوٹ: یہ فلسفہ اتحاد کی بڑی ہی بھونڈی مذاق اڑاتی تصویر ہے کہ سلفیوں کو بھی یارانے میں شامل کر لیا ہے جبکہ سلفیوں کے عقائد، خلق قرآن، جہت باری تعالیٰ، حوادث لا اول لہا، ازلیت کرسی، میں کلیۃً اہل سنت والجماعت سے الگ ہیں، سلفیہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں تشبیہ و تجسیم کے قائل ہیں، نزولِ باری کو اس کے حقیقی معنیٰ پر محمول کر کے اس کا ذات باری پر انطباق بھی کرتے ہیں... لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

۴۔ مولانا موصوف آگے لکھتے ہیں کہ "مولانا علی میاں ندویؒ، مودودی صاحب سے وابستہ رہے اور انہیں ندوہ بلایا اور تقریر کروائی اور مودودی صاحب کی وفات پر تعزیتی جلسہ ہو۔" یہ عمل بھی اصلی دارالعلوم دیوبند کے منہج سے مختلف ہے۔ اس لیے کہ اصلی دیوبند کے جس ستون کی دہائی دیتے ہوئے موصوف نے اپنی قیمتی روشنائی خرچ کرتے ہوئے کاغذ سیاہ کیے ہیں وہ حضرت مولانا حسینؒ احمد مدنی ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے مودودی صاحب پر قدغن لگائی اور انہیں اہل سنت والجماعت سے خارج گمراہ ضال مضل اور قادیانی کے ہم پلہ قرار دیا۔ اس کے بعد شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے فتنۂ مودودیت لکھ کر مودودی صاحب کے فتنہ ہونے پر مہر لگا دی۔ (دیکھیے مکتوبات مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ بسلسلہ مودودی جماعت)

۵-جیسا کہ اوپر عرض کیا مولانا موصوف نے حادثاتی طور پر کتابیں کچھ زیادہ پڑھ لیں جو کہ ان سے سنبھل نہیں رہیں اب ہوا یوں کہ رکشہ ڈرائیور کو ٹرک چلانے کے منصب پر فائز کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ راہ چلنے والوں کے حق میں اسکے نتائج قابل تحسین تو کبھی نہ نکلیں گے... اگر قوت ہضم (Digestive Metabolism) درست نہ ہو اور معدہ متحمل نہ ہو تو اطباء کثرت طعام کو منع کرتے ہیں اور ثقیل چیزوں سے کلیتہً پرہیز کا مشورہ دیتے ہیں ورنہ نتیجۃً مریض قے کرے گا جس سے شدید قسم کی سڑاند بھی پھوٹے گی.... یہی مولانا موصوف کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ جو پڑھا اس کے صغریٰ کبریٰ ملانے اور حد اوسط کے سمجھنے میں غلطی کر دی اور شدید ترین غلطی کر دی اور یوں ایک پانچوے مسلک کی دعوت بھی دے ڈالی اور یہ مسلک ہے مسلکِ ولی اللہی... کل کو علامہ صاحب کا کوئی مرید بغلیں بجاتے ایک چھٹے مسلک 'مسلک سلمانی' کی دعوت دیتا نظر آئے گا اور وہ چھٹا مسلک ۱۴۰۰ سال کا سب سے معتدل مسلک ہو گا اور اس مرید کا مرید ساتویں مسلک کا علم بردار ہو گا اور وہ مسلک بھی اقرب الی النصوص اور اُلصق بالاعتدل ہو گا اور پھر کچھ اس طرح مسالک کی باڑ آئے گی جو قیامت کی تیسری شام تک بھی شاید ختم نہ ہو گی۔ بہر کیف علامہ صاحب کا بیان کردہ مذکورہ طرز جہاں ایک طرف

اصلی اور زندہ دیوبند کے خلاف ہے وہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی کی فکر کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ حضرت شاہ صاحبؒ خود کو مسلک اربعہ میں مقید رکھتے تھے (دیکھیے العقد الجید) جبکہ سلمان ندوی صاحب ایک پانچوے مجتہد کی آراء کو اپنا مسلک باور کروا رہے ہیں۔

۶-آگے فرماتے ہیں: ندوۃ العلماء نے "ماتریدی، اشعری، سلفی نظریات میں تطبیق کے ساتھ آزادانہ اجتہاد کی ترجمانی کی ہے۔" سوال یہ ہے کہ اس آزادانہ اجتہاد کی اجازت میں حکمت کیا ہے؟ اگر باب عقائد میں بھی آزادانہ اجتہاد کی گنجائش کے ساتھ اتحاد محمود ہے تو معتزلہ، مرجیہ، جہمیہ، کرامیہ، قدریہ، جبریہ، مشبھۃ، مجسمہ وغیرہ تمام فرقوں پر پچھلے ایک ہزار سال سے تمام علماء اہل سنت والجماعت رد کیوں کرتے چلے آئے ہیں؟ اور ان ردود کی صرف اہم کتابوں کی محتاط تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ شیخ عبد القادرؒ جیلانی نے غنیہ میں تمام فرقوں کے نام بھی نقل فرمائے ہیں اور ان کی گمراہی کی وجوہ بھی ذکر کی ہیں۔

۷-موصوف ایک ضدی بچے کی طرح ضد کررہے ہیں "کہ ندوہ دیوبند کے فتوے کو سکہ رائج الوقت نہیں مانتا"۔ میرے بزرگ !!! یہ جملہ آپ ہی کے مولانا علی میاں ندویؒ فرما گئے ہیں اور دارالعلوم دیوبند کی جانب سے مودودی صاحب، غیر مقلدین، بریلویوں پر فتوی لگائے جانے کے بعد فرما

گئے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ علامہ موصوف کا یہ قول بھی اصلی دارالعلوم دیوبند کے منہج سے مختلف ہے۔اس لیے کہ بزعم علامہ موصوف، حضرت مولانا حسینؒ احمد مدنی اصلی دیوبند تھے....اور حضرت مدنیؒ ہی نے خود مودودی صاحب پر قدغن لگائی اور انہیں اہل سنت والجماعت سے خارج، گمراہ، ضال، مضل اور قادیانی کے ہم پلہ قرار دیا۔

۸- دارالعلوم دیوبند کی عالمیت مولانا موصوف کو بڑا پریشان کیے ہوئے ہے۔ رہ رہ کر علامہ موصوف اس درد سے بلبلا اٹھتے ہیں اور دارالعلوم کی عالمیت کو ڈھانے کے لیے کمربستہ ہو جاتے ہیں ۔اللہ انہیں اس کڑے وقت میں صبر ،علو ہمتی اور برداشت کی قوت عطاء فرمائے۔ خیر کافی تیاری اور بڑی سوچ بچار کے بعد موصوف نے سوالنامہ تیار کیا اور ایک انٹرویو ارینج کروایا۔اُنیس ندوی کے برادر خورد صہیب نے، جو کہ ندوے میں زیر تعلیم ہیں، اس کی ذمہ داری لی اور اس طرح علامۂ دوراں کی کڑی محنت سے ۴۰ منٹ پر مشتمل عالم انسانیت کا "محض ایک سوال والا" پہلا عجیب ترین انٹرویو معرض وجود میں آیا۔(اسکرین شاٹ محفوظ ہے)

علامہ صاحب نے پہلے بیان میں دارالعلوم کی عالمیت کی بنیاد صرف فتاوی کی قبولیت اور عدم قبولیت پر رکھی تھی لیکن موصوف کو شاید

خود اس بات پر شرح صدر نہ ہو سکا تو اب کچھ باتیں اور جوڑ دیں اور اب اپنے آپ کو گویا محفوظ محسوس کرنے لگے۔

بہر حال !!! علامہ صاحب پہلے یہ طے فرمالیں کہ

- کسی بھی ادارے کے عالمی ہونے کا معیار و مقیاس کیا ہے؟؟؟
- کیا عرب، الجزائر، تیونس، مراقش، انڈونیشیا وغیرہ کی اسلامی تحریکات کا محرک ہونا عالمی ہونے کا معیار ہے؟؟؟
- کیا دنیا بھر کی جتنی بھی حق جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں اور جتنے بھی اقسام کے کام ہیں ان تمام میں محرک بنے بغیر کسی ادارے کی عالمیت مخدوش ہے؟؟؟

اگر یہ مفروضہ درست ہے تو لفظ عالمی (انٹر نیشنل) کا اطلاق تاریخ انسانی میں کسی بھی دینی یا غیر دینی ادارے، جماعت، فرد، تنظیم یا تحریک پر نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کے نبی علیہ السلام اور قرآن کریم پر بھی نہیں۔ بلکہ ذات باری تعالیٰ کی عالمیت بھی آپ کے اس پلپلے وہم کی بنا پر خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ماننے والے دنیا میں بہت کم ہیں بلکہ اکثریت نہ ماننے والوں کی ہے۔ تو پھر علامہ صاحب اللہ رب العزت، اللہ کے نبی اور قرآن مجید کی عالمیت پر کب قدغن لگائیں گے؟؟؟؟؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

یہ اعتراض ان دہریوں کا سا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام نے انسانی دنیا کو کیا دیا؟؟؟ ساری نئ ایجادات اور انسانی سہولت کی چیزیں تو مغرب ہی بنارہا ہے پچھلے ایک ہزار سال میں یہ کام مسلمانوں نے کیوں نہیں کیا؟؟؟

۹- علامہ موصوف صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ "۱۸۹۴ سے ۱۹۲۷ تک ملک بھر میں ندوۃ العلماء کے اجتماعات ہوتے رہے جس میں اہل علی گڑھ، اہل حدیث، صوفیاء اور مشائخ نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا۔" آگے لکھتے ہیں " بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑگئی "۔ اگر یہ بات درست ہے کہ ندوہ کی بنیاد دیوبند سے الگ مسلک پر پڑی ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر مولانا علی میاں ندویؒ نے پوری صراحت کے ساتھ یہ بات کیسے کہی کہ "ہم صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک وہی ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کی اولاد و خلفاء کا تھا۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کا تھا اور جس پر علماء دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قائم تھے، اور اخیر میں حضرت مدنیؒ، حضرت رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ جس پر تھے"۔

محترم علامہ صاحب!!! ندوے کو "دیوبند کا ضمیمہ" خود حضرت مفکر اسلام علی میاں ندویؒ ہی بنا گئے ہیں۔ مفتی زید صاحب دامت فیوضہم محض

ناقل ہیں۔ لٰہذا ادباً گذارش ہے کہ توپ کا دہانہ مفتی زید صاحب دامت فیوضہم کی طرف سے پھیر لیں اور اصل "ضمیمہ گر" کی طرف موڑ دیں ۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ یہودی حضرت جبریل علیہ السلام سے چڑ بیٹھے تھے کہ یہی ساری آیتیں لے کر اترتا ہے۔

۱۰۔ دارالعلوم دیوبند کی اصلی نقلی، عالمی علاقائی کی تقسیم کے تئیں علامہ موصوف کی فکری سیمابیت یا نفسانیت ملاحظہ ہو:

(الف) کبھی تو علامہ کے مطابق عالمی اور اصلی دارالعلوم تب تک تھا جب تک قاری طیب صاحبؒ منصب اہتمام پر فائز تھے اور دارالعلوم دیوبند تقسیم نہیں ہوا تھا۔ تو اس حساب سے اصلی اور عالمی دیوبند ۱۹۸۳ تک تھا۔۔۔اس حساب سے نقلی دارالعلوم کی شوری میں حضرت علی میاں ندویؒ بھی تھے۔ تو علی میاں ندویؒ بھی نقلی اور مردہ دارالعلوم دیوبند کے معین ومددگار بن گئے۔

(ب) کبھی حضرت علامہ کہتے ہیں کہ " اصلی وعالمی دیوبند حضرت حسین مدنی کے دور میں تھا۔" یعنی ۱۹۵۷ تک۔ لٰہذا قاری طیبؒ صاحب کی حیات واہتمام والا دیوبند بھی ۱۹۵۷ سے ۱۹۸۳ تک مردہ ہی قرار پایا۔

(ج) کبھی کہتے ہیں کہ "آزادی کے بعد کانگریس نے ظلم کیا تو اگر اصلی دیوبند ہوتا تو کانگریس کی مخالفت کرتا۔" تو گویا اب حضرت مدنیؒ کی حیات والا دیوبند بھی اصلی نہ ہوا کہ آزاد ہندوستان اور کانگریس کی حکمرانی میں حضرت مدنیؒ دس سال زندہ رہے۔(حضرت مدنی کی وفات سن ۱۹۵۷ میں ہوئی)

(د) کبھی کہتے ہیں کہ "۱۸۹۴ سے ۱۹۲۷ تک ندوہ کے جلسہ کا دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا کیوں کہ بنیاد ہی مسلک کے اختلاف پر تھی۔" لہٰذا اس جوڑ گھٹاؤ سے آزادی سے پہلے والا دیوبند بھی حیات سے عاری نکلا۔ بلکہ ۱۸۹۴ سے ہی دیوبند بے جان، غیر عالمی اور نقلی ٹھہرا۔

(ح) چونکہ دیوبند بھی مسلک ولی اللہی پر قائم ہے۔ تو علامہ موصوف اب آگے بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ "ندوہ اصل مسلک ولی اللہی پر قائم ہے۔ اور دیوبند اس کے خلاف۔" تحریر میں مسلک ولی اللہی کی ندوی تشریح فرما کر یہ باور کرا گیا ہے کہ دیوبند مسلک ولی اللہی کا محض دعوے دار ہے؛ عامل نہیں۔

تواب ماشاءاللہ اس صغریٰ کبریٰ کی اٹھا پٹخ اور حداوسط کی گھسائی سے بالآخر دیوبند اپنے قیام کے روزاول ہی سے نقلی اور غیر عالمی قرار پایا۔

دراصل علامہ موصوف اپنے جن اجتہادات کی تکمیل و تنفیذ چاہتے ہیں اس کو ثابت کرنے کے لئے وہ دیوبند کو ناقابل تسخیر قلعہ پاتے ہیں۔اس کا حل یہ نکالا کہ اپنی مطلب براری کا حصول جہاں تک لکیر کھینچنے سے پورا ہوتا ہے وہاں سے وہ 'عالمی' اور 'اصلی' کی لکیر کھینچ دیتے ہیں۔ لیکن پورے دارالعلوم کو یکلخت مردہ بھی نہیں کہ سکتے اس لیے کہ اسی دارالعلوم کے اعتماد کو بنیاد بنا کر عوام کے سامنے اپنے بہت سے مسلمات کا اثبات بھی کرنا ہے اس لیے علامہ دوراں نے ایک "معتدل" راہ نکالی۔ اصلی، نقلی، معتبر، غیر معتبر کی مختلف لکیریں کھینچیں تا کہ مختلف اوقات میں ان لکیروں کا "معتدل" استعمال کیا جاسکے۔یعنی حضرت کے اجتہادات سے بھر اٹرک راستے اور مسلک کا پابند نہیں، بلکہ راستے اور مسلک ان کے پابند ہیں۔

۱۱۔ تحریر کی آخری سطروں میں علامہ صاحب نے اپنی تمام تر خدماتِ دین کی مساعی جلیلہ اور دقت ریزی کا نچوڑ پیش فرمایا اور گویا 'اپنا' صغریٰ کبریٰ' ملا چکنے کے بعد، بطور مدعا بالآخر "اپنا" نتیجہ سجادیا کہ دیوبند سعد صاحب کو

گمراہ کہتا ہے جب کہ ندوہ ان کا استقبال کرتا ہے، انہیں امیر جماعت تسلیم کرتا ہے ان کی تقریر کرواتا ہے۔ ان سطروں کو پڑھ کر اس فقیر کی آنکھیں اشکبار ہو کر رہ گئیں پتہ نہیں یہ آنسو اب کب سوکھیں!!..
جی میں آتا ہے کہ حضرت کی گود میں سر رکھ کر پھڑ پھڑا کر جان جان آفریں کے حوالے کر دوں۔

حضرت!!!

اس ایک مدعے کے لیے اس درجے کی علمی فقہی اصولی وسعتی اعتدالی "رفع نزاع باہمی" مقالہ لکھنے کی کیا حاجت تھی؟؟؟ اس کے لیے تو بہترین مؤثر طریقہ یہ ہوتا کہ آپ مسجد مسجد اعلان کروادیتے کہ سعد صاحب امیر جماعت ہیں۔ ان کی تقریر ہر جگہ کروائی جائے۔ قریہ قریہ بستی بستی نیز ندوے میں بھی اس کا اعلان چسپاں کروادیتے۔ کچھ تھوڑا سا خرچ ہوتا البتہ کام مظبوط ہوتا۔ نہ اس میں اصلی نقلی کی عظیم المرتبت وفاقی علمی بحث کی نوبت آتی اور نہ ہی زندہ دیوبند اور مردہ دیوبند کے اثبات وابطال کے لیے کسی نص قطعی اور احادیث متواترہ کی حاجت ہوتی، اور اس درجے کی علمی اور اصولی عرق ریزی سے آپ بچ جاتے۔ جس درجے کے باریک فقہی اور اصولی اجتہادات واستدلالات کو حضرت بروئے کار لائے ہیں اور جتنی 'سنجیدہ' اور 'معتدل' گفتگو فرمائی ہے اس کے نتیجے میں نہ

صرف ایک سعد صاحب بلکہ سعد صاحب کی اگلی کئی نسلیں گمراہی سے محفوظ ہو کر امارتِ تبلیغ کی حق دار ہو گئی ہیں۔

رہا دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ... تو علامہ موصوف کی نگاہ عالی جاہ میں وہ محض ذہنی جمود اور غایت درجہ تشدد کا عکاس ہے کہ :

- وہی چودہ سو سال پرانے اصول...
- وہی عصمت انبیاء کا پرانا راگ...
- وہی اہل سنت والجماعت کے مسلک کی اندھی تقلید...

اہل سنت والجماعت نہ خدا ہے نہ رسول، تو اس اہل سنت والجماعت کی اقتداء اتنا کیوں ضروری ہے؟؟؟ اس فکری جمود کی بنا پر امت کی اجتماعیت خاک ہو کر رہ گئی... دراصل "وسعت" نہیں ہے... دراصل "اعتدال" نہیں ہے... دراصل "اتحاد باہمی" کا مزاج نہیں ہے... لہذا ان دقیانوسیت زدہ فتووں کی طرف التفات کرنا آپ جیسے "اصلی" مسلمان عالم کی شان نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

الغرض علامہ موصوف کی باتوں سے معلوم ہوا کہ :

۱- علامہ موصوف نہ تو مولانا علی میاں ندویؒ کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی موجودہ ندوے کے مسلک پر، کہ صحابہ پر زبان درازی کر کے موجودہ اہل

ندوہ کے مسلک کو بھی جوتے نوک پر دے مارا۔یعنی قدیم و جدید دونوں ندوے کے مسلک سے بیزار...(اب کہیں علامہ صاحب ندوے میں اصلی نقلی والا جہاد بابرکت نہ چھیڑ بیٹھیں... حضرت سے ڈر ہی لگتا ہے.)

۲-علامہ صاحب پہلے دارالعلوم دیوبند کو دو ٹکڑوں میں بانٹ کر اولاً صرف نقلی اور مردہ دیوبند کے مسلک سے گریزاں تھے۔پر اب ان کے اجتہاد کا رخ ان کے اصلی دیوبند کی طرف بھی نوکیلے دانت نکالے کھڑا ہے۔لہذا انہوں نے اصلی اور زندہ دیوبند کے مسلک سے بھی بیزاری کا اعلان کردیا ۔جیسا کہ موصوف کی تحریر میں صاف لکھا ہے کہ "۱۸۹۴ سے ۱۹۲۷ تک ملک بھر میں ندوۃالعلماء کے اجتماعات ہوتے رہے جس میں اہل علی گڑھ،اہل حدیث، صوفیاءاور مشائخ نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا"۔ آگے لکھتے ہیں:" بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑگئی۔"

۳-باب فقہ میں ندوۃالعلماء تقلید شخصی کا قائل نہیں ہے۔بلکہ محض تقلید مطلق پر عامل ہے۔جب کہ علامہ دوراں کا اصلی دارالعلوم تقلید شخصی کے باب میں کسی قسم کی لچک برداشت نہیں کرتا(دلائل کی حاجت نہیں، عیاں راچہ بیاں)۔

(نوٹ: مذکورہ بالا نکتہ محض علامہ صاحب کی تحریر پر مبنی ہے اس فقیر کا ادعا نہیں)

۴- باب عقائد میں ندوۃالعلماء ماتریدی اور اشعری کے ساتھ سلفی بھی ہے جب کہ علامہ صاحب کا اصلی دیوبند عقائد سلفیت سے کلیتاً بیزار ہے۔
(نوٹ: یہ نکتہ بھی محض علامہ صاحب کی تحریر پر مبنی ہے۔اس فقیر کا ادعا نہیں)

قارئین سے درخواست:

مذکورہ بالا تحریر سے یہ بات واضح ہوچکی کہ سلمان ندوی صاحب حفظہ اللہ نہ تو دارالعلوم دیوبند کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی ندوۃالعلماء کے مسلک پر۔علامہ موصوف کا اصلی اور نقلی دارالعلوم کا نظریہ محض مسلک دارالعلوم سے توحش و تنفر پیدا کرنے کی ایک سعی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موصوف کو اپنی بداجتہادی منوانے کا شوق ہے۔ آنجناب کا ہدف اور مقصود یہ ہے کہ جس طرح وہ چلتے ہیں، دنیا ان کے ساتھ چلے۔جب کہ یہ ممکن نہیں۔ہم نہ مسلم پرسنل لاء کو کمزور کرسکتے نہ دارالعلوم دیوبند کو، نہ ندوۃالعلماء کو، اور نہ ہی بابری مسجد کا سودا کرسکتے ہیں۔اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں تو ادنٰی گستاخی کو روا نہیں سمجھتے۔یہی ندوۃالعلماء کا بھی مسلک ہے اور یہی دارالعلوم دیوبند کا مسلک ہے۔

یہ چند سطریں صرف اس لیے لکھی ہیں تاکہ حضرت علامہ دوراں صاحب کی نرگسیت، پراگندہ ذہنی اور فارغ البالی کی بناپر اٹھنے والی بے چین فکروں کا یک گونہ تجزیہ سامنے آجائے۔ مقصود مناظرہ نہیں ہے اور نہ ہی جواب در جواب کا سلسلہ دراز کیا جائے گا۔ علامہ موصوف اپنی اجتہادی خامہ فرسائی کے ذریعے اپنی نرگسیت زدہ طبیعت کو کھجلاتے رہیں اور اس کے نشے میں مست رہیں۔

میرے محسن حضرت مولانا رابع صاحب دامت فیوضہم اور حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب دامت فیوضہم سے بصد احترام عرض ہے کہ مولانا موصوف کے مزاج میں توقف پیدا کرنے کی سعی فرمائیں کہ یہ آپ کا سرمایہ ہے جس نے خود کو ضائع کر لینے کے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔

وماتوفیقی الا باللہ...

تاریخ 2019/03/04

فقیر ابو خنساء الحنفی

1-4-377 high groove apt

مشیر اباد، کاوادی، گوڈا، حیدر آباد۔

فون: 8074502896(وہاٹساپ)

مولانا سلمان ندوی صاحب کے

اصلی دیوبند کے شیخ الحدیث

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے

مکتوبات "بسلسلۂ مودودیت"

کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

محترما! میرا پہلے یہ خیال تھا کہ آپ کی تحریکِ اسلامی مسلمانوں کی علمی اور عملی، دُنیاوی اور دینی کمزوریوں اور اُن کے انتشارات کو دُور کرنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے تک ہی محدود ہے، اگرچہ طریقِ تنظیم میں اختلاف رائے ہو۔ اس لئے میں نے اس کے خلاف آواز اُٹھانا یا تحریر کرنا مناسب نہ سمجھا تھا اگرچہ افرادِ جماعت اور قائدِ جماعت کی طرف سے بسا اوقات ناشائستہ کلمات تقریرا اور تحریرا میں معلوم ہوئے۔ مگر ان سب سے چشم پوشی کرنا ہی انسب معلوم ہوا۔ مگر آج جبکہ میرے سامنے اطراف وجوانبِ ہندو پاکستان سے آنے والے مودودی صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گذر گیا ہے تو میں ان کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچنے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

ہمارا اجتماع انشاء اللہ ۲۰ اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے کا اشتیاق تو بہت عرصے سے ہے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط وکتابت بھی کی تھی لیکن بد قسمتی سے آپ اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اُس وقت کوئی وقت نہیں دے سکے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کے ذریعہ وقت کے تعین کی خواہش کی تھی۔ لیکن اُس موقع پر بھی ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو سکی ..... بہر حال میں متعدد مسائل پر تبادلۂ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت

۱۳

آپ کی تحریکِ اسلامی، خلافِ سلفِ صالحین، مثل معتزلہ، خوارج روافض، جہمیہ وغیرہ فرقِ قدیمہ اور مثل قادیانی، چکڑالوی، مشرقی، نیچری مہدوی، بہائی وغیرہ فرقِ جدیدہ ایک نیا اسلام بنانا چاہتی ہے اور اسی کی طرف لوگوں کو کھینچ رہی ہے۔ وہ ان اصول وعقائد واعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہلِ سنّت والجماعت اور اسلاف کرام کے خلاف ہیں۔

۲

{ایک مکتوب میں کئی سوالات کے جواب ہیں، مودودی صاحب سے متعلق سوال یہ ہے}

سوال ۴: ملکی، قومی اور ملی مفاد کے پیشِ نظر جماعت مودودی کے کسی جائز مطالبہ میں تائید یا اشتراک ہونا چاہیے یا کُلّی اجتناب ہو؟

جواب ۴

(از حضرت شیخ الاسلام نوّر اللہ مرقدہٗ)

میں نے اس جماعت کے اصول و فروع کو بہت دیکھا۔ یہ ایک گمراہ اور گمراہ کنندہ جماعت ہے۔ اگر اس کا تعلّق محض سیاسیات سے ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ مگر اس نے تو نفسِ مذہب اور طریقِ اہلِ سُنّت والجماعت میں نقص وابرام اور قطع و برید کر ڈالی اور بہت کر ڈالی۔ وہ ایک نیا فرقہ خلاف اہلِ سُنّت والجماعت بنا رہی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ حکومت سے کسی ایسے مطالبہ کو لیکر کھڑی ہوتی ہے جو کہ صحیح اور شرعی ہے اور اس میں کوئی شائبہ باطل کا نہیں ہے تو اس کی تائید اور تقویت بقدرِ مطالبہ ہونی چاہیے کلمة الحکمة ضالة المؤمن اینما وجدها فهو احق بها[1] (الحدیث)

---

[1] دانشمندی کی بات مؤمن کی گمشدہ دولت ہے جہاں وہ اس کو پالے تو اس کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہے

مگر اس طرح تائید نہ ہونی چاہیئے کہ اس جماعت میں شرکت معلوم ہو اور اس کی تقویت ہو جائے۔ صرف اس جائز اور مشروع مقصد کی تائید ہونی چاہیئے۔ واللہ اعلم والسلام (مکتوب ۹۹ جلد دوم ص۳۰۵)

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

ٹانڈہ

۳ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

---

(۳)

{مکتوب بنام مولانا صبغۃ اللہ صاحب بختیاری دار الارشاد
علیم آباد رای چوٹی ضلع کڈپہ مدراس}

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج مبارک۔ منسلکہ والا نامہ شعبان میں آیا تھا۔ وہ زمانہ انتہائی عدیم الفرصتی کا تھا۔ مجھ کو اس زمانہ میں بعض امراض سے بھی

---

(۳) حضرت اقدس مخدومی ومطاعی مد اللہ فیضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
یہ ناکارہ خلائق آوارہ بہ علائق اب گذشتہ شعبان کے بعد سے اپنے ذہن کو یکسو کر لیا ہے اور بے شرط و بے تحفظ اپنے وجود کو حوالۂ خدا کرنے کا قصد کر لیا ہے۔ دربارِ عالی میں حاضری اور قدم بوسی کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تمام بزرگانِ سلسلہ کو واسطہ بنا کر درخواست کرتا ہوں، میرے بزرگانِ خاندان کی تمنائیں بھی یہی تھیں۔ کمترین خدام بارگاہِ حسینی (صبغۃ اللہ)

ابتلاء واقع ہوا تھا۔ جوابًا عرض ہے :-

میں مودودی صاحب اور ان کے لٹریچر اور اُن کی جماعت کو سخت گمراہ اور ضالّ اور مضلّ سمجھتا ہوں۔ مجھ کو جس قدر بھی اُن کی تصانیف دیکھنے کی نوبت آئی اُسی قدر میرا گمان متعلق عقیدہ بڑھتا گیا۔ اگر آپ کی توبہ صادق ہے تو اعلان فرمائیے اور اخباروں میں شائع کرا دیجیے کہ مَیں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو سخت ضالّ اور مضلّ سمجھتا ہوں اور اس لئے میں ان سے علیحدہ ہوتا ہوں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس جماعت سے علیحدہ رہیں۔ ان کی تلبیسات میں نہ آئیں اور سلفِ صالحین کے متبع ہو کر احیاء شریعت حقہ اور اتباع سُنّت نبویہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سرگرم عمل رہیں۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔ والسلام (مکتوب ۱۲۰ جلد دوم ص ۳۴۷)

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

دیوبند۔ ۳/ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

مولانا بختیاری کا اعلان بیزاری۔ مدینہ مورخہ ۱۷/ مارچ ۱۹۵۳ء

مولانا سید صبغۃ اللہ بختیاری علاقہ آندھرا جنوبی مدراس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کو جماعتِ اسلامی کے نام سے جو مجموعۂ افراد کی تنظیم ہوئی تھی کوئی علاقہ نہیں رہا۔ بعض وجوہ کی بناء پر پہلے قلب ٹوٹ گیا پھر قالب الگ ہو چکا ہے۔ اور اس امر کا اعلان بھی کرتا ہے کہ قرآن و حدیث، فقہ تصوف ان علوم دینیہ اربعہ کے بغیر ہند میں تحریکِ اسلامی کا نام لینا مشکل ہے۔ اور چند خالی الذہن افراد احاد کا مہیا ہو جانا کافی نہیں جب تک کہ اصحاب تفقہ کا اجتماع نہ ہو جائے۔ تبلیغ دعوت و اصلاح کے اہم کام انجام نہیں پا سکتے۔ وَھُوَ الْمُوَفِّقُ

(۴)

{مکتوب بنام جناب اقبال احمد خاں صاحب سہیل ایل، ایل، بی}

محترم المقام زید مجدکم السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج مبارک۔ مجھ کو بعض ضروری گزارشات عرض کرنی ہیں مگر چونکہ عرصہ سے اعظم گڑھ حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اس لئے اب تک ان کے پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس مرتبہ رمضان شریف میں سخت بیمار ہو گیا تھا۔ جس کا اثر اب تک ہے اس لئے اس سفر میں حاضری سے محروم رہا۔ مجبورًا التحریر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ مدرسہ اصلاح سرائے میر سے مجھ کو جو کچھ قدیم سے تعلق ہے وہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔ مدرسہ مذکور کے رُوحِ رواں مولانا حمید الدّین فراہی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ قرآن شریف کے مسلّم عالم تھے۔ اور ایک خاص فکر و خیال رکھتے تھے۔ ضرورت تھی کہ مدرسہ مذکور کے اساتذہ اور طلبا مولانا مرحوم کی زندگی کو اپناتے اور سلفِ صالحین اور اکابر اہلِ سُنّت والجماعت کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے مولانا مرحوم کے اصُول کے مُطابق علمی جدّوجہد جاری رکھتے۔ لیکن یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہے کہ اب اس مدرسہ میں مودودی جماعت کا زور ہے۔ جیسا کہ جماعت کا آرگن زندگی رامپور مورخہ دسمبر و جنوری ۵۲-۵۳ء صفحہ ۱۰۲ سے ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں آپ جیسے اراکینِ مدرسہ کا فرض ہے کہ اس خیال کے لوگوں سے مدرسہ کو پاک فرمائیں۔ یا کم از کم یہ کریں کہ مدرسہ سے ان کے لٹریچروں اور

خیالات کی (جو کہ گمراہیوں سے بھرے ہوئے ہیں) نشر و اشاعت قطعًا نہ ہو میں نے ان کو بغور دیکھا ہے۔ میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں یہ جماعت مسلمانوں کے عقائد اور اصول کے لئے سخت مضر اور گمراہ کُن ہے۔ یہ رائے صرف میری نہیں ہے بلکہ تمام علمائے دیوبند و سہارنپور و دہلی وغیرہ اسی نتیجہ پر ہیں۔ اگر زندگی باقی ہے اور حاضری کا کوئی موقع ملا تو انشاء اللہ مزید توضیحات پیش کروں گا۔ والسّلام

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

(مکتوب ۱۳۷ جلد دوم صفحہ ۳۸۸ تا صفحہ ۳۹۴)

ٹانڈہ، فیض آباد، ۱۴ر جولائی ۱۹۵۳ء

---

(۵)

{مکتوب بنام مولانا عبد اللہ بستوی}

محترم المقام زید مجدکم السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترما! مودودی جماعت کے لٹریچر جن کی اشاعت کی جارہی ہے وہ ایسے مضامین سے لبریز ہیں جو کہ ضلال سے پُر ہیں، گمراہی کے پھیلانے

---

(۵) سیدی و مطاعی و استاذی و مرشدی ادام اللہ فیضکم ونفعنا بہ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج یکم ذیقعدہ بروز جمعہ گرامی نامہ دستیاب ہوا۔ بغور پڑھا۔ ایسے مکاتیب سے جو صدمات ہونے چاہئیں ہوئے، اور نہ جانے کب تک رہیں گے۔ اللّٰھم ارحم رحمۃ کاملۃ سرنامہ پر سلام اور نقش تسمیہ نہیں تھا۔ اخیر میں سلام کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے تھے

۸

{ایک سائل کے نام}

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تمام اہلِ سُنّت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پر متفق ہیں کہ جو شخص کلمہ طیبہ (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) صدق دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی متحقق ہو جاتا ہے اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تمام یقینی باتوں (وحدانیت، رسالت، ملائکہ کتابہائے خداوندیہ، قیامت، تقدیر، ختم نبوت وغیرہ قطعیات) کو دل سے مان لے

اور اقرار کرلے اس کا تفصیلی ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملّتِ اسلامیہ کا فرد بن جاتا ہے۔ اعمال میں کوتاہی سے یہ ایمان واسلام زائل نہیں ہوتا۔ اعمالِ ضروریہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا۔ ہاں اگر ان امورِ ایمانیہ کا انکار وجمود پایا جائے تب بیشک استحقاقِ کفر ہوتا ہے۔ اعمال خواہ کسی درجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ البتہ گمراہ فرقے خوارج معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمالِ مرضیہ کے ترک کرنے سے یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ آج ہندوستان بھر میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسی کی تعلیم اور تلقین کرتی ہے۔